# وجاہت حسین وجاہت صدیقی جھنجھانوی۔ایک مطالعہ

ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

Dr. Muhammad Arshad Ovaisi,

Head, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

***Abstract:***

*Wajahat Hussain Wajahat Siddiqui Jhinjhanvi was multi-dime∠ntional poet and literary artist. He issued a journal "Islaah e Sukhn" too. He also wrote poems for children, he was a critic and journalist as well. Along with religious, historical, linguistic delineations his travelouge is also found in which, along with a particular description of different Indian cities, the light is also thrown upon the circumstances of writers. In the following thesis the circumstances and influences of Wajahat Hussain Jhinjhanvi are made the theme of writing.*

وجاہت حسین کا وطن جھنجھانہ ضلع مظفر نگر تھا، ۱۸۷۵ء یا ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے۔آپ کا خاندان جھنجھانہ میں حکیموں کے نام سے مشہور تھا۔وجاہت کے والد مولوی محمد مخدوم بڑے عالم و واعظ و مصنف و مناظر و حکیم و حاذق تھے۔عالی دروازہ کی اونچی مسجد لاہور میں وعظ کہا کرتے تھے اور فنانشل پنجاب کے محکمہ میں محافظ دفتر کے عہدہ پر پچاس روپیہ پر فائز تھے۔عرصہ تک لاہور میں سرکاری خدمات انجام دیتے رہے اور مواضع نوانکوٹ لاہور کے پٹواری سید فضل شاہ کی دختر سے نکاح کیا۔حالانکہ ان کی ایک بیوی جھنجھانہ میں تھی۔

وجاہت حسین کوچہ دھوبیال واقع بھاٹی دروازہ لاہور میں پیدا ہوئے ابھی چار سال کی عمر تھی کہ والد کا سایۂ عاطفت ان کے سر سے اٹھ گیا۔آپ کی والدہ اور آپ کی ایک بہن اور بھائی جن کی عمر دو دو ایک ایک سال کی تھی لے کر جھنجھانہ پہنچیں اور وہاں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی۔ جھنجھانہ پہنچنے کے بعد ان کے والد کی خدمات کے صلہ میں فنانشل کمشنر پنجاب نے ڈیڑھ سو روپے بھجوا دیے۔کچھ جدی جائیداد موجود تھی جو جھگڑے کے بعد آپس میں تقسیم ہو گئی۔

جھنجھانہ کے اردو مڈل اسکول میں داخل ہوئے،سات برس کی عمر میں مڈل پاس کیا۔فروری ۱۸۹۳ء میں مڈل کی سند ملی، جب آپ مڈل کی تعلیم پا رہے تھے تو پیام یار اور پیام عاشق وغیرہ رسالے دیکھ کر شعر و شاعری کا شوق پیدا ہوا، جھنجھانہ میں اس قسم کا ماحول نہ تھا جو ان کے ذوق سخن کی پیاس بجھتی اسی اثنا میں ایک مرتبہ مظفر نگر جانے کا اتفاق ہوا،منی بائی آگرے والی کی زبان سے پچھلی رات کو داغ کی غزل سنی جس کا مطلع یہ تھا:

بلا سے جو دشمن ہوا ہے کسی کا
وہ کافر صنم کیا خدا ہے کسی کا

آگرے والی کا گانا اور داغ کا کلام اس نے ان کے دل پر خاص اثر کیا، اور آپ نے اسی وقت داغ کی شاگردی کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ جھنجھانہ پہنچ کے آپ نے فوراً حیدرآباد دکن میں داغ صاحب کو ایک درخواست روانہ کی، وہاں سے جواب آیا کہ ابھی آپ میرے برادرزادہ نواب بہاءالدین احمد خاں طلب دہلوی سے جو حیدرآباد میں محکمہ ٹھگی وڈکیتی کے انسپکٹر ہیں مشورہ لیا کیجیے۔ چنانچہ یہ اپنا کلام حضرت طلب کی خدمت میں روانہ کرتے رہے۔ اور انھوں نے چند مہینے بعد حضرت داغ سے آپ کی سفارش کی اور آپ رسم کے مطابق شیرینی اور نیاز ادا کرنے کے بعد داغ کے زمرۂ تلامذہ میں شامل ہو گئے اور عرصہ دراز تک اصلاح لیتے رہے اسی کے ساتھ ساتھ مضمون نگاری کا بھی شوق پیدا ہوا۔ اس زمانے میں جنرل، گوہر، آصفی کلکتہ آگرہ، پنچ، کرنیل ،مرادآباد، چلتا پرزہ دہلی ،مشہور ظریف ،اخبار تھے، آپ ان اخبارات میں شاعروں کے کلام پر اعتراضات شائع کراتے تھے مگر جوں جوں خیالات میں پختگی اور وسعت آتی گئی یہ طریقہ بند کر دیا۔

آپ کی والدہ کے پاس اتنا سرمایہ نہ تھا کہ وہ آپ کی اعلیٰ تعلیم کا بندوبست کر سکتیں، آپ پر دو چھوٹے بہن بھائی کی تعلیم و تربیت کا بھی بوجھ تھا۔ جھنجھانہ میں آپ کا کوئی سرپرست و مشیر بھی موجود نہ تھا، تایازاد اور پھوپھی زاد بھائی اور دوسرے رشتہ داران کے حامی نہیں تھے، چنانچہ آپ اپنے بہنوئی کے پاس جو اس زمانہ میں کلکٹر سہارنپور کے سررشتہ دار تھے چلے گئے، چند مہینے بحیثیت امیدواران کے پاس کام کیا اور آخران کی سفارش سے دیوبند میں مستقل طور پر خوش نویس ہو گئے اس وقت خوش نویس کی تنخواہ دس روپے تھی اور اس سے دگنی اوپر کی آمدنی تھی۔ آپ نے دو برس تک یہ خدمت انجام دی اس کے بعد رڑکی میں تبادلہ ہو گیا۔ وہاں بھی دو برس رہے، ایک روز آپ کے تایہ زاد نے طعنہ دیا کہ ہماری بدولت روٹی کھا رہے ہو یہ طعنہ برداشت نہ ہو سکا۔ اور فوراً نقل نویسی سے استعفیٰ دے دیا۔ ۱۸۹۶ء میں آپ نے اپنی شادی کی اور دوسرے سال اپنی بہن کی شادی سے فارغ ہوئے۔

اس بیکاری کے زمانہ میں جائیداد کی دیکھ بھال کی ۔۱۸۹۷ء میں جنگ روم و یونان شروع ہوئی۔ آپ نے اس کے حالات قلمبند کر کے ۱۸۹۹ء میں فتوح عبدالحمید خاں کے نام سے ایک کتاب شائع کی ، یہ کتاب تھوڑے عرصہ میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی ، یہ آپ کی پہلی تالیف تھی ،اس کے ساتھ ہی آپ نے ’’قومی ماتم‘‘ کے نام سے سید مغفور کے حالات اور ان کی وفات پر شعرا کے جو مرثیے ،قطعات اور تاریخ وفات کہی تھیں ان کو بھی کتابی شکل میں چھاپ دیا۔

۳ر مئی ۱۹۰۳ء کو اپنا سامان اپنے بھائی کے سپرد کر کے لاہور چلے گئے وہاں پہنچنے کے بعد مولوی سید ممتاز علی سے ملاقات ہوئی انھوں نے اخبار تالیف واشاعت کی ترتیب میں مدد لینے کے آپ کو اپنے ہاں ملازم رکھ لیا۔ لاہور کی آب وہوا اور ادبی فضا آپ کو ایسی راس آئی کہ آپ لاہور میں ہی مقیم ہو گئے اور جھنجھانہ کی سکونت ترک کر دی۔ ۱۹۰۶ء میں اختلاف اللسان طبع کرائی جو اس دور میں کافی مقبول ہوئی۔

۱۹۰۷ء میں اصلاح سخن لاہور سے جاری کیا جو جولائی ۱۹۱۱ء میں بند ہو گیا۔ اصلاح سخن ماہانہ گلدستہ تھا جو متصل انارکلی لاہور سے شائع ہوتا تھا۔ یہ اڑتیس صفحات پر مشتمل تھا۔ ایڈیٹر وجاہت حسین جھنجھانوی ،منیجر حافظ سلطان احمد منیجر دارالکتب تھے۔ سالانہ چندہ دو روپیہ تھا فی پرچہ تین آنے قیمت تھی۔ اس کے نثری حصے میں کتابوں ،اخبار اور رسالوں پر ریویو شائع ہوتے تھے، تنقیدی مضامین بھی چھپتے تھے اور شعرا کے کلام پر نکتہ چینی بھی کی جاتی تھی ،تذکیر و تانیث کے مسئلے بھی چھڑتے تھے، الفاظ کی

صحت پر روشنی ڈالی جاتی تھی، مضمون نگار کوئی مستقل نہیں تھا جس کا مضمون آ گیا رسالہ میں چھپ جاتا تھا۔ انسانی فطرت کا بھی مظاہرہ ہوتا تھا ہاتھ میں جب قلم ہے تو مخالف کے پرخچے کیوں اڑائے جائیں۔ یہ بھی دل کھول کر ہو، حضرت سائل داغ کے شاگرد ہی نہیں بلکہ ان کے داماد بھی تھے۔ وجاہت حسین داغ کے شاگرد تھے۔ اپنے استاد بھائی سے ان کو خوش ہونا چاہیے تھا لیکن انھوں نے مخالفت کی ان کے کلام پر اپنے رسالہ میں بے جا اعتراضات چھپوائے۔ یہی صورت لالہ سری رام مؤلف خم خانہ جاوید کے ساتھ ہوئی ان کے تذکرہ کو بھی نہیں بخشا۔ ان کی مخالفت باقاعدہ رسالہ میں ہوتی رہی۔ حالانکہ وجاہت حسین لالہ سری رام سے ان کی کوٹھی پر ملے تھے۔ سائل صاحب سے بھی وہیں ملاقات ہوئی جس کا تذکرہ انھوں نے اپنے منظوم سفرنامہ میں کیا ہے جو دسمبر ۱۹۰۸ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ سائل پر جو اعتراضات اس رسالہ میں چھپے تھے انھوں نے اسی رسالہ میں ان کا معقول جواب دیا۔ لیکن معقول جواب دینے اور ان سے ملنے کے باوجود بھی مخالفت کا سلسلہ رکا نہیں بلکہ جاری رہا۔ اصلاح سخن کے حصہ نظم میں طرحی اور غیر طرحی دونوں طرح کی غزلیں چھپتی تھیں۔ اس میں اکبر الہ آبادی اور حضرت علامہ اقبال کی طرحی غزلیں بھی شائع ہوئی تھیں۔ مارچ ۱۹۰۹ء سے آخر جولائی تک یعنی پانچ مہینے آپ نے لاہور سے بلند شہر، علی گڑھ، مارہرہ، آگرہ، اجمیر، جودھپور، احمد آباد، بھڑوچ، سورت، بمبئی، برہان پور، بھوپال، گوالیار وغیرہ کی سیاحت کی اور سفرنامۂ بمبئی کے نام سے چھاپا جس میں ہر جگہ کے شاعروں اور ان کے حالات نہایت تفصیل کے ساتھ قلم بند کیے۔ ۱۸۹۳ء سے آپ نے شاعری شروع کی ۱۹۰۵ء تک یعنی بارہ سال کے عرصہ میں کئی سو غزلیں کہہ ڈالی تھیں، آپ کا کہنا ہے کہ ''جب میں اپنی ہزلیات کا شعرا کی غزلوں سے مقابلہ کر کے دیکھتا ہوں تو مجھے اپنے کلام میں کوئی خاص خوبی نظر نہ آتی اس لیے اس زمانہ میں جو کچھ کہا وہ بد احتیاطی کے نذر ہوتا گیا۔ ان کا ایک مجموعہ ''نظم وجاہت'' کے نام سے لاہور سے شائع ہوا، اس کے مشمولات درج ذیل ہیں:

☆ (۱) تمہید،۲ ☆ (۲) حمد،۴ ☆ (۳) نعت،۵ ☆ جشن تاج پوشی ☆ (۴) قیصر ہندستان کی آمد آمد،۹ ☆ (۵) زمینداروں کی طرف سے مبارکباد،۱۰ ☆ قومی نظمیں ☆ (۶) قومی اتفاق،۱۲ ☆ (۷) ضعف اسلام،۱۴ ☆ (۸) بعض نئی روشنی والے،۱۵ ☆ (۹) مسلم یونیورسٹی،۱۸ ☆ (۱۰) دیگر،۲۰ ☆ (۱۱) مسلم یونیورسٹی کا چندہ،۲۱ ☆ عیدین ☆ (۱۲) نظام عید، ۲۳ ☆ (۱۳) عید قربان،۲۴ ☆ (۱۴) عید پیچھے ٹر،۲۵ ☆ اخلاقی نظمیں ☆ (۱۵) عمر رفتہ،۲۷ ☆ (۱۶) توسن عمر،۲۸ ☆ (۱۷) زندہ جنازہ،۲۹ ☆ (۱۸) آنکھ کی پتلی،۳۱ ☆ (۱۹) غریب الوطنی،۳۲ ☆ (۲۰) ہمدردی،۳۳ ظرافت ☆ (۲۱) واعظ اور سرسید،۳۶ ☆ (۲۲) ہم کیا ہیں؟،۳۸ ☆ (۲۳) ایک ہندوستانی مسماۃ اور ایک مس کی نوک جھونک،۳۹ ☆ سیاسی نظمیں ☆ (۲۴) اسلامی وفد،۴۱ ☆ (۲۵) ہندوستان ہمارا،۴۴ ☆ (۲۶) استقبالِ مصیبت،۴۵ ☆ (۲۷) زمیندار کا خیر مقدم،۴۷ ☆ (۲۸) اہل ہند سے خطاب،۴۹ ☆ (۲۹) جو شناور ہیں وہی پار اُتر جاتے ہیں،۵۰ ☆ (۳۰) ہندوستانیوں کی ہولی،۵۱ ☆ بازیچہ اطفال ☆ (۳۱) باز اور کبوتر،۵۳ ☆ (۳۲) اُلو،۵۴ ☆ (۳۳) ایک طوطی کی فریاد پنجرے میں،۵۴ ☆ (۳۴) بڑا دن،۵۵ ☆ (۳۵) کچھ کام پر،۵۵ ☆ (۳۶) دربار کی دھوم،۵۶ ☆ (۳۷) ایک حبشی کا آئینہ،۵۶ ☆ (۳۸) چوری کا مال، ۵۷ ☆ (۳۹) بئے کا گھونسلا،۵۸ ☆ (۴۰) جاڑے کی رات،۵۸ ☆ (۴۱) جاڑے کی بارش، ۵۹ ☆ (۴۲) گھڑی، ۶۰ ☆ (۴۳) مینہ کی پہلی بوند،۶۱ ☆ (۴۴) گایوں کا جلسہ،۶۳ ☆ (۴۵) ہمارا ٹیبو ۶۴ ☆ (۴۶) ہماری بلی،۶۵ ☆ (۴۷) مکڑی اور مکھی،۶۵ ☆ (۴۸) لمپ اور دیا،۶۷ ☆ جنگی نظمیں ☆ (۴۹) میدان کارزار،۶۸ ☆ (۵۰) ترک اور اطالوی، ۶۹ ☆ (۵۱) عہد سلف کا نقشہ کھینچو طرابلس میں،۷۰ ☆ (۵۲) غازیان بنغازی،۷۱ ☆ (۵۳) دشمنِ اسلام جرمنی،۷۲ ☆ (۵۴)

لندن کے پیالے،۷۴☆(۵۵)مرحبا سید مکی مدنی العربی،۷۵☆(۵۶)روس اور ایران،۷۶☆(۵۷)اپنی آنکھوں سے، ۷۷☆(۵۸)رنگ بدل گیا،۷۹☆(۵۹)مسلم شکار ہوتے ہیں ٹٹی کی آڑ میں،۸۰☆(۶۰)ایک آسمانی آواز،۸۱☆ (۶۱) محمد مصطفیٰ اٹھو،۸۳☆(۶۲)میں مسلمان ہوں کہتا ہوں یہ ایمان کے ساتھ،۸۴☆ ماتمی نظمیں ☆(۶۳)مرثیہ وفات امیر مینائی لکھنوی ،۸۵☆(۶۴)مرثیہ حاذق الملک حکیم عبدالمجید خاں دہلوی،۸۹☆(۶۵)مرثیہ فصیح الملک داغ مرحوم،۹۳☆ (۶۶)مزار نظیر،۱۰۰☆(۶۷)شیخ غلام محمد مرحوم،۱۰۱☆(۶۸)تاریخ وفات نسیم بھرت پوری،۱۰۳☆(۶۹)ملال جلال، ۱۰۳☆(۷۰)ماتمِ ظہیر،۱۰۴☆(۷۱)مرثیہ وفات شہنشاہ معظم ایڈورڈ ہفتم،۱۰۵☆(۷۲)نظام خلد مقام،۱۰۹☆ (۷۳)تاریخ وفات نواب محسن الملک مرحوم،۱۱۱☆(۷۴)قطعہ تاریخ وفات مولانا راسخ دہلوی،۱۱۲☆(۷۵)نوحۂ رحلت حافظ عبدالرحمٰن امرتسری،۱۱۳☆متفرقات ☆(۷۶)غریب پرور حضور خواجہ،۱۱۵☆(۷۷)مسلمانانِ ماواڑ،۱۱۶☆(۷۸) تاج محل،۱۱۷☆(۷۹)اردو،۱۱۹☆(۸۰)سیلابِ دکن،۱۲۰☆(۸۱)بوڑھے بیل کی فریاد،۱۲۳☆(۸۲)مسلمان اور تجارت،۱۲۳☆(۸۳)ہوا ملک برباد غفلت میں پڑ کر،۱۲۴☆(۸۴)برسات،۱۲۶☆(۸۵)آپ کھاتے رہے اوروں کو کھلایا نہ گیا،۱۲۷☆(۸۶)غزلیات،۱۲۸تا۱۶۸(۱)''نظم وجاہت'' کو آزاد خیالی کے باعث گورنمنٹ نے ضبط کر لیا تھا۔

وجاہت کا ایک اور مجموعہ بچوں کے لیے لکھی گئی نظموں پر مشتمل ہے، جسے سلسلہ رفیق اطفال کے تحت ''سنہری گیت'' کے نام سے شائع کیا گیا۔اس کے مشمولات درج ذیل ہیں:

☆ حصہ اول☆(۱)باز اور کبوتر،۵☆(۲)الو،۷☆(۳)قیدی طوطا،۸☆(۴)بڑا دن، ۹☆ (۵) نصیحت، ۱۱☆(۶)دربار،۱۲☆(۷)ایک حبشی اور آئینہ،۱۳ ☆(۸)چوری کا مال،۱۴☆(۹)بئے کا گھونسلا،۱۵☆(۱۰)جاڑے کی رات،۱۷☆(۱۱)جاڑے کی بارش،۱۹☆(۱۲)گھڑی،۲۱☆(۱۳)مینہ کی پہلی بوند،۲۳ ☆(۱۴)گایوں کا جلسہ، ۲۶☆ (۱۵)ہمارا ٹیپو،۳۰☆(۱۶)ہماری بلی،۳۱☆(۱۷)مکڑی اور مکھی،۳۳☆(۱۸)لیمپ اور دیا،۳۶☆ حصہ دوم☆(۱)موسم بہار میں پھول،۳۹☆(۲)علم،۴۰☆(۳)عمر رفتہ،۴۲☆(۴)تو سن عمر،۴۵☆(۵)نیکی و بدی،۴۷☆(۶)آنکھ کی تپلی، ۴۸☆(۷)استقبال مصیبت،۵۲☆(۸)تاج محل،۵۴☆(۹)بوڑھے بیل کی فریاد،۵۷☆(۱۰)برسات،۶۰☆(۱۱) ہمدردی،۶۳☆(۱۲)آپ کھاتے رہے اوروں کو کھلایا نہ گیا،۶۷(۲)

اکتوبر ۱۹۱۱ء سے آپ روزنامہ ''زمیندار'' کے اسسٹنٹ ایڈیٹر ہوگئے۔آپ کی خدمات کو مولانا ظفر علی خاں صاحب نے پسند کیا۔اکتوبر ۱۹۱۱ء میں آپ کی تنخواہ چالیس روپے تھی اور تیسرے مہینے دسمبر ۱۹۱۱ء میں پینتالیس اور جولائی ۱۹۱۲ء میں پچاس روپے مقرر ہوگئی تھی۔مولانا ظفر علی خاں ولایت تشریف لے گئے تو زمیندار کے ادارت کی فرائض مولانا وجاہت حسین ہی انجام دیتے رہے۔پھر انھوں نے ''ستارۂ صبح'' میں بھی کام کیا۔۱۹۱۸ء میں انھوں نے اپنا روزنامہ ''آفتاب'' جاری کیا۔مولانا سید حبیب مدیر ''سیاست'' کی قید کے زمانہ میں ''سیاست'' کا بارِ ادارت وجاہت صاحب نے اٹھایا لیکن اس دوران میں ان کی صحت خراب ہوگئی۔وہ اپنے وطن جھنجھانہ چلے گئے اور وہیں ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء کو واصل بحق ہوئے۔(۳)

وجاہت حسین صدیقی جھنجھانوی حضرت علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خاں کے معاصرین میں سے تھے۔آپ نے صحافت و ادب کے میدان میں یکساں نیک نامی حاصل کی لیکن افسوس کہ ان کے اٹھ جانے کے بعد قوم نے ان سے بھی سنگدلانہ فراموشی کا رویہ اختیار کیا۔جناب وجاہت حسین صدیقی کی تصنیفات و تالیفات میں فتوح عبدالحمید خاں (۱۸۹۹ء)، اختلاف

اللسان (۱۹۰۶ء)، انور پاشا (۱۹۲۱ء)، مصطفیٰ کمال پاشا (۱۹۲۱ء)، جنگِ ترکی دیونان (۱۹۲۳ء)، سیرتِ بلالؓ (س ن) اور مقدمہ سید حبیب شامل ہیں۔ ان کے علاوہ سرسید احمد خاں کی وفات پر کہے جانے والے مرثیوں، قطعات اور نظموں وغیرہ کو انھوں نے قومی ماتم کے نام سے مرتب کیا۔(۴)

دہلی اور لکھنؤ دو ایسے ادبی مراکز تھے جنھوں نے نہ صرف اُردو زبان و ادب کے فروغ میں حصہ لیا بلکہ اُن کے اسالیب نے بھی اُردو زبان و ادب کو ثروت مند کیا، تذکیر و تانیث، املا، محاورات، روزمرہ اور دیگر فنی خصوصیات کے ساتھ فکری سطح پر ان میں خاصا فرق پایا جاتا ہے، اہلِ دہلی نے قصائد کے میدان میں اپنے جوہر دکھائے لیکن شعرائے لکھنؤ نے اسے اپنا موضوعِ سخن بنانے سے گریز کیا۔ لکھنوی غزل میں نزاکتِ خیال کا ایسا اہتمام کیا گیا جس میں ایک مضمون آفرینی اور معنی آفرینی کا ایک جہاں آباد کر دیا۔ لکھنؤ اور دہلی کا اختلاف اللسان ایک باقاعدہ موضوع ہے۔ منشی وجاہت حسین وجاہت صدیقی جھنجھانوی نے اس پر ایک باقاعدہ کتاب لکھی (جس پر الگ سے ایک تحقیقی مقالہ زیرِ تکمیل ہے)۔ اختلاف اللسان میں مجموعی طور پر ۲۰۵ (دوسو پانچ) الفاظ زیرِ بحث لائے گئے جس میں قریباً ۱۸۴ (ایک سو چوراسی) الفاظ لکھنؤ کے ہیں اور ۲۱ (اکیس) الفاظ دہلی کے ہیں۔ اس کتاب کے سرِ ورق پر سب سے اوپر قرآنی آیت، ایک طرف لفظ آہ، سلاست، سادگی، فصاحت، اُردوئے معلّا اور دہلی لکھا گیا ہے جبکہ دوسری طرف واہ، رعایتِ لفظی، رنگینی، بلاغت، اُردوئے مُطلّا اور سرِ ورق پر ہی سنِ اشاعت ۱۹۰۶ء تحریر ہے۔ (۵)

سفر نامہ بمبئیٔ میں ان اہلِ قلم حضرات کے حالات قلم بند کیے جن سے اس سفرِ بمبئیٔ کے دوران میں ان کی ملاقاتیں ہوئیں۔ اس سفر نامہ کے مشمولات درج ذیل ہیں:

☆ (۱) تمہید،۲ ☆ (۲) لاہور سے بلند شہر،۳ ☆ (۳) علی گڑھ،۷ ☆ (۴) آگرہ،۱۸ ☆ (۵) احمد آباد،۴۲ ☆ (۶) اجمیر شریف،۲۳ ☆ (۷) جودھپور،۳۲ ☆ (۸) احمد آباد،۴۲ ☆ (۹) بھڑوچ،۵۱ ☆ (۱۰) سورت،۵۴ ☆ (۱۱) بمبئیٔ،۵۵ ☆ (۱۲) برہان پور،۷۰ ☆ (۱۳) بھوپال،۷۴ ☆ (۱۴) آشٹہ،۷۹ ☆ (۱۵) گولیار،۸۱ ☆ (۱۶) ہاتھرس،۸۴ ☆ (۱۷) خاتمہ،۸۷ ☆ (۱۸) قطعہ تاریخ،۸۸(۶)

اسی طرح تاریخی و ادبی موضوعات پر لکھے ہوئے ان کے متعدد قابلِ قدر مضامین بھی ابھی تک تدوین و اشاعت کے منتظر ہیں۔ وجاہت حسین جھنجھانوی کی کئی فنی جہات تھیں، وہ شاعر، رسالے کے مدیر، بچوں کے شاعر، نقاد، اور صحافی تھے۔ حالاتِ حاضرہ سے لے کر اصلاحِ سخن تک ان کا میدان تھا۔

## حوالہ جات


۱۔ وجاہت حسین وجاہت صدیقی جھنجھانوی، نظمِ وجاہت، لاہور: مطبع رفاہِ عام، ۱۹۱۴ء

۲۔ وجاہت حسین وجاہت صدیقی جھنجھانوی، سنہری گیت، لاہور: قومی کتب خانہ ریلوے روڈ، دوسرا ایڈیشن، س ن

۳۔ امداد صابری، تاریخ صحافت، جلد چہارم، دہلی: یونین پریس اردو بازار، جامع مسجد، ۱۹۷۴ء، ص:۶۶۶

۴۔ وجاہت حسین وجاہت صدیقی جھنجھانوی، قومی ماتم، ہردوئی: مطبع مرقع عالم پریس، بار اول، ۱۸۹۸ء

۵۔ وجاہت حسین وجاہت صدیقی جھنجھانوی، سرِ ورق: اختلاف اللسان، لاہور: رفاہِ عام اسٹیم پریس، ۱۹۰۶ء

۶۔ وجاہت حسین وجاہت صدیقی جھنجھانوی، سفر نامہ بمبئیٔ، لاہور: نول کشور گیس پرنٹنگ ورکس، طبع اول، ۱۹۱۰ء